© rasailojaraid.com

تعمیر بیت اللہ الحرام

عبدالقدوس ہاشمی

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے جو ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کو لوگوں پر اپنا حق کہا ہے، فرمایا:

و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (سورۃ آل عمران، آیت ۹۷)	اور اللہ کا انسانوں پر حق ہے کہ جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، بیت اللہ کا حج کرے۔

بیت اللہ الحرام یعنی کعبہ شریف کا حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے چلا آرہا ہے۔ اس طویل مدت میں کسی سال ایسا نہیں ہوا ہے کہ حج نہ ہوا ہو، اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کعبہ شریف موسم حج کے سوا، سال کے اور دنوں میں بھی دن رات میں کسی وقت طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں سے خالی نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں نے بڑی بڑی طویل مدت تک اس کا انتظار کیا ہے کہ دن رات میں کسی وقت ان کو اکیلے طواف کرنے کا موقع مل جائے، لیکن کبھی کوئی آدمی اس تمنا میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند گرامی حضرت اسمعیل علیہ السلام نے جب حکم الٰہی کے بموجب بیت اللہ کی تعمیر کرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ:

وأذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً — اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور وہاں آکر کیا کریں؟ یہ بھی قرآن مجید میں اسی جگہ بتا دیا گیا ہے، نماز پڑھیں، قیام، رکوع اور سجدہ کریں، اللہ کو یاد کریں، اس کی توحید و یکتائی کو بیان کریں، قربانی کریں، خود کھائیں، بھوکوں اور محتاجوں کو کھلائیں، اپنے دل و دماغ کے میل کچیل کو صاف کر ڈالیں، شرک سے بت پرستی سے، جھوٹ سے اور ہر بری بات سے بچیں اور توبہ کریں۔

اچھا تو خدا کے سچے نبی ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کے حکم کی تعمیل کی اور لوگوں کو حج کرنے کے لئے پکارا۔ جن کے دل کفر و طغیان سے سیاہ نہیں پڑچکے تھے، اور جن کے کانوں میں حق کی آواز سن لینے کی صلاحیت موجود تھی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز کو سنا، اور اب بھی سنتے ہیں، اور زمین کے گوشہ گوشہ سے چل کر طویل، پر از اخراجات و مشقت، سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے ہر سال وہاں جمع ہوجاتے ہیں، اور کتنے جمع ہوجاتے ہیں، سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں، بری، بحری اور فضائی راستوں سے آکر شریک ہونے والوں کی تعداد ۱۵-۱۶ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ اور وہاں قیام، رکوع، سجدہ، تلبیہ، قربانی، طواف، خیرات، مبرات، گناہوں سے توبہ اور دلوں اور دماغوں کی صفائی کرتے ہیں۔ اور ابراہیم و اسمعیل علیہما اسلام کے رب نے اسی کام کے لئے تو بیت اللہ کی تعمیر کرائی تھی اور اسی مقصد کے لئے اسے پاک صاف رکھنے کا حکم دیا تھا۔

یہ تو اللہ رب العزت کے حکم اور ہدایات کی تعمیل ہو رہی ہے۔ لیکن [illegible] کعبہ کرتے ہوئے مقدس باپ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مکرم فرزند [illegible] علیہ السلام نے ایک دعاء بھی کی تھی اور اس کا ذکر قرآن کے الفاظ

[illegible]

[illegible] القواعد من البیت [illegible] اور جب ابراہیم اور اسمعیل بیت اللہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسمٰعیل، ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لك و من ذریتنا امة مسلمة لك وارنا مناسکنا و تب علینا انك انت التواب الرحیم ربنا والبعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتك ویعلمھم الکتاب والحکمة و یزکیھم، انك انت العزیز الحکیم، (سورة البقرة آیت ۱۲۷)

دیواریں بلند کر رہے تھے (تو انھوں نے دعاء کی) اے ہمارے رب (ہماری اس بندگی کو) قبول فرما لے۔ بلاشک توھی سمیع و علیم ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا تابع فرمان بنا لے اور ہماری اولاد سے ایک ایسی امت پیدا کر جو تیری فرما بردار ہو۔ اور ہمیں عبادت کی راہیں دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما بلاشبہ توھی توبہ قبول فرمانے والا اور بڑی رحمت والا ہے، اے ہمارے رب ہماری اولاد میں ایک ایسا پیغمبر مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات سنائے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انھیں (برائیوں سے) پاک کرے۔ یقیناً تو ھی عزت و حکمت والا ہے۔

دیکھئے یہ دعاء کیسی قبول ہوئی، کسی خوش نصیب کی دعاء کاھے کو ایسی قبول ہوئی ہوگی۔ ۱۰ھ کے حجة الوداع میں جب ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، اور عرفات و مزدلفہ کے قریب مشعر حرام کی پہاڑیاں لبیک لبیک کی آوازوں سے گونجنے لگیں تو حضورؐ نے سر جھکا کر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور فرمایا "آج ہمارے دادا حضرت ابراھیم ع کی دعاء قبول ہوگئی،، اور جب سے آج تک ہر سال یہ پہاڑیاں اسی طرح لبیک لا شریک لک لبیک کی آوازوں سے گونجتی ھیں، اور انشاءاللہ تعالی ہمیشہ ھی گونجتی رہیں گی۔

بیت اللہ الحرام یعنی کعبہ شریف کی تاریخ سیر اور تاریخ اسلام کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ عام تاریخوں کے علاوہ خاص بیت اللہ اور شہر مکہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاریخ پر بھی بہت سی کتابیں عربی، اور اردو میں لکھی گئی ہیں، مثلاً:

اخبار مکہ : مصنفہ ابوالولید محمد بن عبداللہ الأزرقی المتوفی ۲۰۰ھ

تاریخ مکہ : مصنف ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق الفاکہی المتوفی ۲۷۳ھ

شفاء الغرام : مصنفہ تقی‌الدین محمد بن احمد الفاسی المتوفی ۸۳۲ھ

اتحاف الوری : مصنفہ الحافظ نجم‌الدین عمر بن محمد بن فہد المتوفی ۸۸۵ھ

الجامع اللطیف : مصنفہ جار اللہ بن عبدالعزیز القرشی المتوفی ۹۵۴ھ

البحر العمیق : مصنفہ جمال‌الدین ابوالبقاء محمد بن احمد العمری المتوفی ۸۵۴ھ

کتاب الاعلام باعلام بیت الحرم مصنفہ قطب الدین النہروالی المتوفی ۹۸۸ھ

کتاب الاعلام باعلام بیت الحرام اپنے فاضل مصنف قطب الدین النہروالی کے نام سے موسوم ہوکر تاریخ القطبی بھی کہلاتی ہے یہ بڑی جامع اور پر از معلومات کتاب ہے۔ اس کے مصنف مولانا قطب‌الدین انہلواڑہ (نہروالہ) گجرات (ہندوستان) کے رہنے والے ایک بزرگ تھے، اسی طرح اردو کی بہت سی کتابوں میں بیت اللہ کی تاریخ موجود ہے، خصوصاً:

سیرۃ النبی : مصنفہ شبلی نعمانی

رحمۃ للعلمین : مصنفہ قاضی سلیمان منصور پوری

اصح السیر : مصنفہ مولانا عبدالرؤف دانا پوری

تاریخ بیت اللہ : حکیم سیف الدین فاطمی

خانۂ کعبہ : طاہر کردی مترجمہ عبدالصمد صارم

تواریخ مکہ : مصنفہ فخر الدین حسن

تاریخ مسجدالحرام : مصنفہ حکیم عبدالشکور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیت اللہ اور مسجد الحرام :

بیت اللہ الحرام کی تعمیر کا حال پڑھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایک تو ہے کعبہ شریف یعنی وہ چوکور گھر جسے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیت اللہ الحرام، کعبہ اور البیت العتیق کہا ہے ۔ اور دوسری تعمیر ہے اس کے گردا گرد بنی ہوئی مسجد جو مسجد الحرام یا حرم مکی کہلاتی ہے ۔ اس مسجد میں بار بار ترمیمیں اور توسیعات ہوتی رہی ہیں، اور ابھی حال ہی میں جو جدید مسجد پچھلی مسجد الحرام کو مسمار کرکے بڑی وسعت سے اور پرشکوہ انداز میں بے مثال رعنائی و زیبائی کے ساتھ سعودی بادشاہ نے بنوائی ہے وہ ہر اعتبار سے بے مثال ہے ۔ دنیا میں کسی قوم کی کوئی عبادت گاہ اس کے مماثل نہیں ہے ۔ لیکن بیت اللہ یعنی کعبہ شریف اس طرح بار بار نہیں تعمیر ہوتا رہا ہے ۔ تاریخ میں صرف چند بار اس کی تعمیر نو کی ضرورت پیش آئی ہے اور اس میں بھی ہمیشہ اس کی پابندی قایم رکھی گئی ہے کہ پچھلی بنیادوں ہی پر تعمیر ہو، اس میں کوئی فرق نہ آنے پائے ۔ یہ مسجد الحرام کے وسط میں ایک چار گوشہ مکان ہے جو زمین سے چھت تک صرف ۱۰ میٹر بلند ہے ۔ اور تقریباً ۱۲ میٹر طول اور ۱۰ میٹر عرض رکھتا ہے ۔ اس کا ایک ہی دروازہ ہے جو زمین سے تقریباً دو میٹر بلند ہے ۔ اس کی ایک دیوار پر کونے سے قریب تقریباً ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر ایک نقرئی حلقہ کے اندر حجر اسود ہے ۔ طواف کعبہ کی ابتداء اسی حجر اسود سے کی جاتی ہے اور یہیں آکر طواف کے ساتوں اشواط (چکر) کو ختم کیا جاتا ہے ۔ یہی وہ گھر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدیً للعلمین، (سورۃ آل عمران آیت ۹۶) ۔	یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو بکہ میں ہے برکت والا، اور ساری دنیا والوں کے لئے رھنما ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دنیا میں اس عبادت گاہ یعنی بیت اللہ الحرام کعبہ شریف کے سوا کوئی اور مسجد نہیں جس کا طواف کیا جاتا ہو، اور جس کے گرد چکر لگا کر عبادت کی تکمیل ہوتی ہو۔ یہ کعبہ کب بنایا گیا اور کس نے بنایا، اور آج جو تعمیر موجود ہے وہ کس وقت کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتیں عام طور سے مشہور و معروف ہیں لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کا مختصر ذکر یقیناً مفید ہوگا۔

فاران :

جزیرۃ العرب کے طبعی حصے پانچ ہیں : یمن، تہامہ، حجاز، عروض اور نجد۔ ان طبعی حصوں میں سے حجاز، عروض اور تہامہ کے درمیان میں فاصل ہونے کی وجہ سے حجاز کہلاتا ہے۔ عربی زبان میں حجاز کے معنی ہیں، دو چیزوں کے مابین حائل کوئی چیز۔ حجاز میں وہ سلسلۂ کوہ واقع ہے جس کا نام ہے جبل فاران۔ اگرچہ اس سلسلۂ کوہ کی مختلف چوٹیوں اور مختلف حصوں کے مختلف نام بھی ہیں لیکن جو پہاڑیاں مکہ شہر کے قریب ہیں اور جس کے دامن میں بیت اللہ الحرام واقع ہے، اس کا نام قدیم زمانہ سے فاران ہے۔ توریت مقدس کی پہلی کتاب جو کتاب پیدائش کے نام سے بائیبل کے عہد عتیق میں ہے، اس کے باب ۲۱ میں حضرت بی بی ہاجرہ اور ان کے فرزند اسمعیل علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ یہ لوگ وادی فاران میں رہتے تھے۔ اس وادی کو مقامی طور پر وادی بکہ بھی کہتے تھے، اور اس کے قریب جو شہر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے زمانہ میں یمن کے قبیلۂ جرہم کے آ بسنے کی وجہ سے بن گیا اسے شہر مکہ کہنے لگے۔ اس شہر کے نام مکہ کے علاوہ قرآن مجید میں چند صفتی نام بھی آئے ہیں مثلاً البلدالامین، ام القریٰ اور البلد الحرام وغیرہ۔

شہر مکہ معظمہ، جدہ کی بندرگاہ سے تقریباً ۴۳ میل پر واقع ہے۔ چاروں طرف پہاڑیاں ہیں جن پر شہر مکہ معظمہ کے مختلف محلے آباد ہیں اور بیچ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لشیبی زمین پر بیت اللہ بنا ہوا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔

تعمیر کعبہ :

بیت اللہ کو پہلے پہلے کس نے بنایا؟ اس کے بارے میں مختلف روایتیں ملتی ہیں، بعض صحابہ اور حضرت امام محمد الباقر سے منقول ہے کہ ہبوط آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں نے کعبہ شریف کی تعمیر کی تھی۔ الأزرقی نے اخبار مکہ میں، امام ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں بعض صحابہ سے روایت کی ہے کہ بیت اللہ الحرام کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی۔ کنزالعمال (طبع حیدرآباد الدکن ۱۳۱۲ھ، ج ۶ ص ۲۴۳) میں بہت سے اقوال صحابہ و تابعین سے اس سلسلہ میں منقول ہیں۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے یہ عبادت گاہ تعمیر کی تھی، اور جب حوادث عالم سے اس کی دیواریں مسمار ہو گئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ان ہی بنیادوں پر پھر سے بیت اللہ کی تعمیر کردی۔

بہرحال ، اس پر اتفاق ہے کہ عبادت کے لئے پہلا گھر جو بنایا گیا وہ یہی گھر ہے، اختلاف صرف اس پر ہے کہ پہلے پہلے بنایا کس نے، فرشتوں نے، حضرت آدم علیہ السلام نے یا حضرت ابراهیم علیہ السلام نے۔ فرشتوں کے بنانے یا حضرت آدم علیہ السلام کے بنانے کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ لیکن جن بزرگوں سے یہ قول مروی ہے وہ بڑے درجہ کے لوگ تھے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم بے فائدہ اس سے انکار کریں۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام کے ہاتھوں تعم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کعبه کا صریح ذکر قرآن مجید میں کئی جگه موجود ہے اور احادیث صحیحه سے بھی یه ثابت ہے ۔ اس لئے ہم اس کا یقین رکھتے ہیں ۔ یه بات اتنی مشہور ہے که اس کے دھرانے کی ضرورت نہیں ۔ ہم تعمیر ملائکه اور تعمیر حضرت آدم کو بھی اگر شمار میں شامل کرلیں تو حضرت ابراہیم علیه السلام کی تعمیر تیسری تعمیر قرار پاتی ہے ۔ اور اگر شامل نه کریں تو پہلی تعمیر ہوگی۔ اب اس کے بعد کی تعمیرات یه ہیں ۔

(۱) پہلی تعمیر : تعمیر ملائکه

(۲) دوسری تعمیر : تعمیر حضرت آدم علیه السلام

(۳) تیسری تعمیر : تعمیر حضرت ابراہیم علیه السلام

(۴) چوتھی تعمیر : قوم عمالقه کی تعمیر

(۵) پانچویں تعمیر : قبیلۂ جرہم کی تعمیر

(۶) چھٹی تعمیر : قصی بن کلاب مورث اعلی قریش کی تعمیر

(۷) ساتویں تعمیر : قبیلۂ قریش کی تعمیر، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم پر وحی نبوت کے نزول سے پانچ سال قبل،

(۸) آٹھویں تعمیر : حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر سنه ۶۴ ہجری میں

(۹) نویں تعمیر : حجاج بن یوسف کی تعمیر سنه ۷۴ ہجری میں۔ صرف ایک دیوار جو حطیم کے مقابل ہے، اسی کی تعمیر کی گئی۔ کعبه کی باقی تین دیواریں وہی رہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کرده تھیں

(۱۰) دسویں تعمیر : سلطان مراد بن احمد خلیفه عثمانی نے سنه ۱۰۳۹ ہجری میں کعبه شریف کی تعمیر کی جو اب تک موجود ہے ۔

اس آخری تعمیر کا واقعه شیخ محمد طاہر الکردی نے اپنی کتاب الکعبة ت اللہ الحرام میں یوں لکھا ہے که سلطان غازی محمد مراد الرابع بن احمد کے الله حکومت میں بتاریخ ۱۶ شعبان سنه ۱۰۳۹ ہجری صبح کے وقت کثرت بارش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی وجہ سے ایک بڑا سیلاب مکہ معظمہ میں آیا اور بیت اللہ (کعبہ) کی دیواریں گرگئیں، تو خلیفۂ وقت نے تعمیر نو کا حکم دیا چنانچہ ان ہی قدیم بنیادوں پر پھر سے کعبہ کی تعمیر کردی گئی، اور دروازہ ذرا اونچے پر رکھا گیا تاکہ آیندہ کبھی سیلاب کا پانی کعبہ کے اندر داخل نہ ہوسکے۔

اس طرح سنہ ۱۰۳۹ ہجری میں حج کے وقت تک بیت اللہ الحرام کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر سے آٹھویں تعمیر مکمل ہوئی، اور یہی تعمیر اب تک موجود ہے۔ اس کے بعد ایک عثمانی خلیفہ نے طلائی اینٹوں سے کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا لیکن علمائے اسلام نے اس فضول عمل سے خلیفہ کو روک دیا۔

چونکہ سنہ ۱۰۳۹ ہجری کے بعد سے بار بار سیلاب آنے کے باوجود کعبہ کی دیواریں منہدم نہیں ہوئیں، اس لئے پچھلی دیواروں کو گرا کر دوبارہ تعمیر کی ضرورت نہیں پڑی، اور اب جبکہ کعبہ کے گرد کی مسجد الحرام کئی ارب کی لاگت سے سعودی بادشاہوں نے تعمیر کردی ہے۔ اس وقت بھی کعبہ شریف کی دیواریں اور چھت عثمانی خلیفہ مراد ہی کی تعمیر کردہ باقی ہیں۔ اللہم زدہ شرفاً و تعظیماً۔

© rasailojaraid.com